



رجسٹرڈ
ایل نمبر ۸۹

مینیجر
پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب
ایم۔ اے۔ ۱۰ ایبکوڈ روڈ
لاہور
ہر قسم کی خط و کتابت دربارہ
تبدیلی مقام و اشتہارات و
ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ارسال
ہونا چاہیے

قیمت
سالانہ تین روپیہ آٹھ آنہ

ایڈیٹر
پادری ایس۔ ایم۔ پال
۲۶ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین اور خبریں
وغیرہ صرف ایڈیٹر
کے نام ارسال کرنا
چاہیے

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہی۔ ۸ مارچ ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۰

شعر و سخن

مسدس منت

گذشتہ سے پیوستہ

(از قلم حقیقت رقم شاعر شیریں مقال عالیجناب منشی کیدار ناتھ صاحب المتخلص بہ منت)

روم کی سلطنت میں جو نیرو تھا بادشاہ ۔۔۔ یہ چاہتا تھا وہ کہ مسیحی ہوں سب تباہ
خود آگ دیکے شہر کیا خاک اور سیاہ ۔۔۔ ملزم مسیحیوں کو کیا اس میں اُس نے آہ
صدہا مسیحی رال لگا کر جلا دیئے
مشعل کی طرح باغ کے اندر جلا دیئے

جب یوں مٹا سکا نہ انہیں عام طور پر ۔۔۔ مارو ں خواص کو یہ لگا کہنے کینہ ور
پطرس کو تب کلیسیا نے چپکے دی خبر ۔۔۔ وہ بھاگ جائے شہر سے باہر اِدھر اُدھر
اول تو اس نے بارہا انکار ہی کیا
لیکن کلیسیا نے بھی اصرار ہی کیا

ناچار ہو کے شب وہ ہؤا عازم سفر ۔۔۔ جب جا رہا تھا آگئے منجی اُسے نظر
اپنی صلیب اُٹھائے ہوئے آگے بیں اِدھر ۔۔۔ شرما کے تب وہ شہر میں پھر آیا لوٹکر
مخبر تو گھومتے ہی تھے آتے ہی دھر لیا
اسکو علے الصباح گرفتار کر لیا

ظالم نے اس کو حکم سنایا صلیب کا ۔۔۔ مصلوب اسکو کرنے لگے اُس نے تب کہا
سیدھی صلیب دو یہ نہیں میں ہوں چاہتا ۔۔۔ اُلٹا ہی ٹانگ دو یہ مرے دل کی ہے رضا
سیدھے مسیح پاک چڑھے تھے صلیب پر
دعوٰے ہمسری نہیں زیبا حبیب پر

چالیس جب گذرنے پہ آئے دن اور رات ۔۔۔ اب عازم وطن تھے خداوند کائنات
کرتے رہے گیارھوں پہ حل مشکلات ۔۔۔ جی اُٹھنے میں اہم تھی جو مرنے سے کوئی بات
فرمایا اُن سے شہر کے باہر نہ جاؤ تم
جب تک کہ آسمان سے قوت نہ پاؤ تم

آئے وہ اُسکے آنے سے تم زور پاؤ گے ۔۔۔ اول یروشلم میں یہ مژدہ سناؤ گے
سامریہ میں یہودیہ سے ہو کے جاؤ گے ۔۔۔ دُنیا کی ساری قوموں کو قبضہ میں لاؤ گے
میں جو تمہارے ساتھ ہوں آخر زمانے تک
لیکن رہو دعا میں لگے اُس کے آنے تک

پھیلا کے ہاتھ برکتیں کرتا ہوا عطا ۔۔۔ وہ اُنکی آنکھوں دیکھتے سوئے سما اُٹھا
تھے عنقریب یا نسو بجائی یہ ہے لکھا ۔۔۔ جاتے ہوئے یہ دیکھ رہے تھے تو کیا ہوا
پوشیدہ ابر میں ہوئے اُن کی نگاہ سے
جیسے کہ آفتاب ہو ابر سیاہ سے

ایک آپ چھپ گئے تو پڑے مرد دو نظر ۔۔۔ بولے وہ دیکھتا کتے ہو کس لئے ادھر
دیکھا ہے جیسے جاتے ہوئے آسمان پر ۔۔۔ آخر میں آئیگا وہ اسی طرح لوٹ کر
یہ سن کے سوئے شہر وہ سب شاداں پھرے
مغموم تب گئے تھے تو اب شاداں پھرے

نور افشان

۸ مارچ ۱۹۲۹ء۔ لاہور

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نیکی اور بدی

۱۰

چل میرے خامہ بسم اللہ

ہم گذشتہ نور افشاں میں اعمال صالحہ کی تشریح اور اہمیت بیان کرکے یہ واضح کر چکے ہیں کہ مسیحیت میں اعمال صالحہ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ناظرین نور افشاں کو مولوی صاحب کا وہ قول یاد ہے۔ کہ

"بیشک اعمال شرعیہ اتنی حیثیت نہیں رکھتے کہ دنیاوی نعماء کا شکر ادا ہونے کے بعد نجات اُخروی کے لئے بھی علت ہو سکیں۔ ہاں محض اُسکا فضل ہی فضل ہے کہ چند لمحوں کی اطاعت کو دوامی راحت (نجات) کا موجب بنا دیا۔ یہ تشریح ہے حدیث مذکور کی . . . .

. . . . کیا وجہ کہ پہلے تو اعمال کے موجب نجات ہونے سے انکار کیا پیچھے اعمال کی تاکید فرمائی۔ اسکی وجہ وہی ہے جو ہم بتا آئے ہیں۔ کہ اعمال اپنی ذاتی حیثیت سے ہرگز موجب نجات نہیں مگر بیکار بھی نہیں"۔

(اہلحدیث مطبوعہ ۹ نومبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۳)

تو ظاہر ہے کہ ہم میں اور مولوی صاحب میں اب کوئی اصولی اختلاف باقی نہیں رہا اور مولوی صاحب کو بالآخر مسیحیت کے اس عظیم الشان اصول کے آگے سر بسجود ہونا پڑا کہ "اعمال صالحہ موجب نجات نہیں ہو سکتے ہیں"۔ لیکن مولوی صاحب کو عبارت بالا کے لکھنے کے بعد جب خیال آیا یا کسی نے خیال دلایا کہ آپ نے تو اسلام کے اصل اصول پر پانی پھیر دیا۔ جب مسلمان آپکے اس بیان کو پڑھینگے تو آپ کو کیا کہینگے۔ تو مجبوراً آپ کو اس تاویل رکیک سے کام لینا پڑا "کہ ہم اعمال شرعیہ کو بحکم خدا (بجعل جاعل) موجب نجات مانتے ہیں"۔

مولوی صاحب چونکہ نرے اہلحدیث ہیں۔ ان کو ان پیچیدگیوں کا جو فلسفہ کے کسی غلط مسئلہ سے پیدا ہو جاتی ہیں علم نہیں ہے۔ اگر ان کو اس گمراہ کن مسئلہ کے نتیجہ کا کچھ بھی علم ہوتا تو ہرگز اس قسم کا سفسطیانہ خیال ظاہر نہ فرماتے۔

مولوی صاحب کے اس قول کا مفاد یہ ہے کہ دنیا میں نیکی اور بدی جنکو فلسفہ میں حسن و قبح کہتے ہیں بذات خود کوئی چیز نہیں بلکہ جس چیز کو خدا (جاعل) بد (بُرا) ٹھہرائے خواہ وہ چیز بذاتِ خود کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو وہ بد یعنے بُری ہے۔ اور جس چیز کو خدا (جاعل) نیک (اچھا) ٹھہرائے خواہ وہ چیز بذاتِ خود کتنی ہی بُری کیوں نہ ہو وہ نیک یعنے اچھی ہے۔ مثلاً چوری کرنا، جھوٹ بولنا، فریب دینا، ظلم کرنا بذاتِ خود بُرے نہیں ہیں چونکہ خدا نے انکو بُرا ٹھہرایا ہے لہٰذا وہ بُرے ہیں۔ اسی طرح صداقت، دیانت، عدالت بذاتِ خود اچھی نہیں ہیں۔ چونکہ خدا نے انکو اچھی ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا وہ اچھی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ اگر خدا اس قضیہ کو منعکس کر دے یعنے قتل، غارت، ظلم، کذب کو اچھا ٹھہرائے تو مولوی صاحب شوق کے ساتھ ان پر عمل کرینگے

اگر آپ دنیا کے کسی طبقہ میں جائیں حتی کہ آپ دنیا کے دہریوں ملحدوں اور لامذہبوں کے طبقہ میں بھی جاکر ان سے دریافت کریں تو یہی جواب دیں گے کہ ظلم اور جھوٹ وغیرذالک ہر حالت میں بُرے ہیں اور عدل و صداقت ہر حالت میں اچھے ہیں۔ اگر نیکی و بدی کا معیار الہام ہی ہوتا تو ان لوگوں کو جنکو الہام کا علم تک نہیں ہے کیونکر اس کا علم ہوا کہ ظلم وغیرہ بُرے ہیں اور عدل وغیرہ اچھے ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ اس تباہ کن اور مخرب اخلاق مسئلہ سے جو نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ ان سب کو بلاکم و کاست سپرد قلم کر دوں لیکن کیا کروں پھر بھی مجھے اسلام کا خیال ہے میں نہیں چاہتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی غلطی سے اسلام کا وہ اہلحدیثانہ پہلو پیش کر دوں جنکو دیکھکر لوگ محو حیرت ہو جائیں۔

کاش کہ مولوی صاحب کے ذہن میں یہ بات آ جائے کہ خدا کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا ٹھہرا دے۔ بلکہ خدا کا کام یہ ہے جو چیز اچھی ہے اسکو اچھی اور جو بُری ہے اُسکو بُری بتلا کر ہمیں اچھی چیزوں کے اختیار کرنے اور بُری چیزوں سے بچنے کا حکم دے اور ہر ایک پر بالترتیب جزا و سزا مرتب کرے۔

جعل جاعل کے متعلق مولوی صاحب نے ایک مثال پیش کی ہے جو آپ کے لئے تو مفید نہیں البتہ ہمارے لئے مفید ہے۔ اس پر بھی ذرا غور کیجئے جو یہ ہے:۔

"اسکی مثال بالکل یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کو حکم دیتا ہے کہ ایک سال تک تم ایک روپیہ ماہوار مجھے دیا کرو تو میں تم کو آزاد کر دونگا۔ آزادی کے مقابلہ میں ایک روپیہ فی نفسہٖ کچھ چیز نہیں لیکن (بجعل جاعل) مالک کے کہنے سے یہی روپیہ موجب آزادی ہو گیا"۔

میں تھوڑی دیر کے لئے تنزلاً یہ تسلیم کرتا ہوں کہ "آزادی کے مقابلہ میں ایک روپیہ فی نفسہٖ کچھ چیز نہیں" لیکن اس رحم مجسم "آقا" سے تو پوچھو کہ کیا اس کے نزدیک بھی فی الحقیقت "ایک روپیہ فی نفسہٖ کچھ چیز نہیں ہے"۔ اگر اس کے نزدیک بھی ماہوار ایک روپیہ یعنے بارہ روپیہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہیں تو اس بیچارے "غلام" کو ایک سال تک تکلیف میں ڈالدینے سے کیا فائدہ ہے روپیہ لئے بغیر اسکو کیوں آزاد نہیں کرتا ہے؟ بغیر روپیہ لئے آزاد نہ کرنا ہی اسکی کافی دلیل ہے کہ اگرچہ مولوی صاحب کے نزدیک بارہ روپے "کچھ چیز نہیں" ہیں، لیکن اس کے "آقا" کے نزدیک بارہ روپے اس کے "غلام" کی آزادی سے زیادہ بیش قیمت ہیں۔

اگر درحقیقت ان تمام معاملات میں جعل جاعل کو دخل ہے تو پھر کس مُنہ سے آپ کفارہ پر اعتراض کرنے بیٹھ گئے۔ کیونکہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ **خدا ہی نے مسیح کے کفارہ کو روحانی آزادی کا سبب ٹھہرایا ہے**۔ آپ کی مثال میں لفظ "روپیہ" کی جگہ پر اگر آپ لفظ "مسیح کا کفارہ" رکھتے تو آپ کی مثال اصل کفارہ کی تائید میں ہوتی۔ دیکھئے خدا نے برتر و توانا

کس طرح آپ ہی کے قلم سے کفارہ کی تصدیق کرائی میں نے اپنے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہوگیا" میں ان احادیث کے متعلق جن میں آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا تھا کہ "میں بھی اپنے اعمال صالحہ سے نجات نہیں پا سکتا مگر خدا کے رحم سے" یہ لکھا تھا کہ اگر خدا اسی طرح رحم کیا کرے اور سب کو محض اپنے رحم سے بخش دیا کرے تو پیغمبر انبیاء کا مبعوث ہو جانا، کتب سماویہ کا نازل ہونا یہ سب عبث ٹھہرینگے"۔ مولوی صاحب نے اس فقرہ پر جس مسرت کا اظہار کیا ہے وہ آپ کی ذیل کی عبارت سے عیاں ہے۔

"ناظرین فقرہ زیر خط کو ملحوظ رکھیں۔ آگے چلکر ہم اس سے کچھ کام لینگے"۔

(حاشیہ اہلحدیث مطبوعہ ۸ ۱۹۲۹ء ص ۳ کالم ۲)

آپ نے میری عبارت بالا سے اپنی سمجھ کے موافق یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا میں بھی اس مسئلے کا قائل ہوں جسکے مولوی صاحب قائل ہیں۔ یعنے یہ کہ شریعت اور انبیاء اس لئے آئے تاکہ ایک چیز کو نیک ٹھہرائیں۔ خواہ وہ چیز فی نفسہ کیسی بد کیوں نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ آپ بڑے سخن شناس ہیں۔ اس لئے آپنے عبارت بالا سے یہ مضحکہ خیز نتیجہ نکالا جو ایک نہایت کم استعداد اردو خواں بھی نہیں نکالیگا۔ حالانکہ اگر آپ میری عبارت کو پورے طور پر نقل کرتے تو آپکی اس عجز ناخوشی کی حقیقت سب پر ظاہر ہو جاتی۔ چونکہ آپنے اس سے گریز کیا لہٰذا مجبوراً میں پوری عبارت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں سُن لیجئے۔

"اگر خدا رحیم ہے تو وہ عادل بھی ہے۔ اگر خدا صرف اپنے رحم سے معاف کر دے تو صفتِ عدل معطل رہیگی اور تعطل سے خدا کی ذات میں نقص وارد ہوگا۔ جو خدا کی شان کے شایاں نہیں پس رحم سے نجات کا مل پانا محال عقل ہے اور اگر خدا ایسا کرتا ہے تو خدا صرف مسلمانوں کا خدا تو ہے نہیں وہ کل انسان اور سارے الکون کا خدا ہے۔ لہٰذا اسکی رحمت کل کے لئے ہونا چاہئے یعنی وہ مشرکوں اور بت پرستوں وغیرہ پر بھی رحم کرنا لازم ہے۔ لیکن خدا مشرکوں اور بت پرستوں کو معاف نہیں کرتا اور انبیاء کا مبعوث ہو جانا کتب سماوی کا نازل ہونا یہ سب عبث ٹھہرینگے۔ چونکہ یہ عبث نہیں۔ پس رحم سے نجات کی توقع رکھنا غلط ہے۔

(میں کیوں مسیحی ہوگیا صفحہ ۳۰)

اب خود ناظرین انصاف فرمائیں کہ میں کیا کہتا ہوں اور مولوی صاحب کیا سنتے ہیں۔ جواب سے عاجز آکر ٹالمٹول کرنا مولوی صاحب کی عادت ہے۔

لمعات

زمیں جنبد نہ جنبد دوست محمد

(۱)

قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے کالبد میں اُن کے خالق ارض وسما (آئینہ کمالات صفحہ ۵۶۴) یعنے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے کن فیکونی لہجۂ خصوصی کی روح اس ماہرانہ اور استادانہ طریق سے پھونک دی ہے کہ ان میں سے قریباً ہر ایک فرد اپنے خیالات، جذبات، حرکات، سکنات، کلمات، ملفوظات کے اعتبار سے جیتا جاگتا مرزا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جس نے کہا ہے سچ کہا ہے کہ الاناء یترشح بما فیہ۔

ہمارے مسیح کو ایک ہی سانس میں ۴۸ گالیاں

ہم نے اس لمعہ کو ابھی شروع ہی کیا تھا کہ اہلحدیث کا (مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء) پرچہ پہنچ گیا۔ کھولکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک غیور مسلمان نے یہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ دیانند جی مہاراج اور حضرات اہل تشیع کے بالمقابل زہر چکانی اور دشنام طرازی کے اعتبار سے مرزا صاحب اسقدر آگے ہیں کہ اس میدان کا کوئی شہسوار ان کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا ہے چنانچہ نامہ نگار موصوف نے مرزا صاحب کی تصانیف سے گالیوں کی ایک "بہت" لمبی فہرست مرتب کی ہے۔ جسکی قسط اولین ان گالیوں پر مشتمل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں جنکی تعداد ۴۸ ہے جن میں سے چند بے بقول کسے نقل کفر کفر نباشد۔ از قرار ذیل ہیں۔ شرابی۔ بد اخلاق۔ بدزبان۔ عاشق طبع۔ حسن پرست۔ شریر۔ مکار۔ فریبی۔ جاہل۔ جھوٹا۔ بدتہذیب۔ چنبی۔ پلید وجود والا۔ قمار باز۔ چور۔ خارج از انبیاء و مرسلین۔

(اہلحدیث یکم مارچ ۱۹۲۹ء)

جامع و مانع گالی

فاضل مضمون نگار کی نگاہ سے ایک اور حوالہ جو تمام گالیوں کا جامع و مانع پیشوند ہے۔ شاید اوجھل رہا ہے اسکو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

"اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا۔ اور پھر اُس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بیقدری اور عجز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۴۴ حاشیہ)

جملہ "بشری آلودگیوں اور نقصانوں سے ملوث ہونا" گالیوں کا ایسا جامع اور مانع جملہ ہے جس کے بالمقابل کسی لمبی فہرست کی ضرورت نہیں ہے۔

یسوع اور عیسیٰ دونوں ایک ہی شخص کے دو مختلف نام ہیں

یہ تمام پیٹنٹ گالیاں اُس مقدس ہستی کے متعلق زہر کی طرح اگلی گئی ہیں جسکے متعلق یہی خدائے قادیان لکھتا ہے کہ "خدا کا دائمی پیارا، دائمی محبوب، دائمی مقبول یسوع ایک بندۂ خدا عیسےٰ جسکو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں (تحفہ قیصریہ، چشمۂ مسیحی وغیرہ بحوالہ اہل حدیث)

پیغام (صلح) جنگ کی معقولیت

ان تمام زہر چکانیوں کو دیکھتے ہوئے جنکی سمیت سے تمام فضائے قادیان مسموم ہو چکی ہے پیغام (صلح) جنگ کا ایڈیٹر اپنی آنکھوں پر مرہم عیسیٰ کی پٹی باندھ کر "معقولیت" کا دعویٰ کرتا ہے؛

جب ان کے ہادی و مہدی کی گالیوں کا یہ عالم ہے تو پیغام (صلح) جنگ کا ایڈیٹر تو کسی شمار و قطار میں نہیں۔ آپ جسقدر چاہیں ہمیں برا کہیں۔ جی کھول کر گالیاں دیکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کریں۔ سب بسر و چشم منظور۔ لیکن مرزا صاحب کے متعلق سچی باتیں نہ لکھنا یہ ہم سے کوسوں دور ہے۔

پیغام صلح کو چیلنج

یہ ننگ صحافت یعنے جنگجوئے صلح نما ہمارے متعلق لکھتا ہے کہ "ایڈیٹر زرافشاں اسکو (یعنے علما اہل کے مضمون) کو پڑھکر بہت برافروختہ ہوئے ہیں اور اپنے مخصوص انداز تکلم کے ایک ہی سانس میں احمدیوں کو اتنی سنائی ہیں کہ ان کے جواب سے عہدہ برآ ہونا احمدیوں کے لئے بہت مشکل ہو"۔

(پیغام ۲۶ فروری ۱۹۲۹ء)

میں تو مدتوں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب افترا پردازی میں چھاج تھے تو پیغام (صلح) جنگ کا ایڈیٹر چھلنی ہے جسکو اپنے بیشمار چھیدوں کا مطلق خیال نہیں۔ میں اس ایڈیٹر کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری کسی تحریر سے کم انکم ایک ہی بات ایسی دکھا دے جس پر گالی کا اطلاق ہو سکے۔ اگر اب بھی نہ دکھلا سکے تو ایک چلو پانی میں ڈوب مرے"۔ اور کھلے طور پر اپنے اس سفید جھوٹ کا اعلان کرے۔

البتہ جب ہی جنگجوئے صلح نما نے اپنے "حضرت صاحب" کی شیریں زبانی کا گرامفون بنکر مسیحیوں اور مسیحیوں کے پیشواؤں کو بار بار دجال وغیرہ کہا تو مجبوراً ہمیں یہ ثابت کرنا پڑا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیحی اور مسیحیوں کے پادری صاحبان دجال نہیں ہیں بلکہ مرزا صاحب ہی تمام مسلمانوں کے نزدیک اس خطاب کے سزاوار ہیں۔ تاہم ہماری شرافت دیکھو کہ ہم نے اپنی طرف سے اس بحث میں ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ بلکہ مسلمانوں کی کتابوں ہی سے دو ایک اقتباس پر اکتفا کیا گیا۔

کیا اس پر بھی آپ ہم سے کپا رہینگے

کیا آپ ہمیں اس حق سے بھی محروم رکھنا چاہتے ہیں کہ اپنی صفائی میں کوئی گواہ بھی پیش نہ کریں؟ کیا دنیا کی کسی عدالت میں یہ دستور بھی ہے۔ یا یہ صرف قادیانی عدالت کا امتیاز خصوصی ہے؟ بے شک آپ جی کھول کر ہمارے گواہوں پر جرح کریں۔ انکو دروغ گو ثابت کریں لیکن آپ کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ ہمیں گواہ پیش کرنے سے روکیں۔

ہم کیا کریں آجتک ہندوستان میں جتنی کتابیں آپ کے "حضرت صاحب" کے متعلق ہماری نظر سے گذری ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب بھی ایسی نہیں ہے جس کے اقتباسات سے آپ کی **معقول پسند طبیعت** خوش ہو سکے۔ اگر آپکی نگاہ سے کوئی ایسی کتاب گذری ہو جسکے اقتباسات سے آپ خوش ہوں اور آپ ہمیں اسکا پورا نام و نشان لکھدیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آیندہ ہم اسی کتاب سے اقتباس کرتے رہینگے۔ کیا اس پر بھی آپ ہم سے کپا رہینگے۔

آنچہ دانا کند کند ناداں

لیک بعد از ہزار رسوائی

ناظرین زرافشاں کو یاد ہوگا کہ ہم نے پیغام (صلح) جنگ کی عبرانی دانی کی حقیقت طشت ازبام کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ آپ خود عبرانی زبان سے بے بہرہ ہیں اور محض یورپ کے دہریوں کے سہارے پر اسلام کے گلے پر الٹی چھری پھیر رہے ہیں۔ ہم نے تو بدانست خود ہلکا سا جھٹکا دیا تھا لیکن آپ ایسے گرے کہ چاروں شانے چت چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"ہم نے نہ کبھی عبرانی دانی کا دعوےٰ کیا اور نہ کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے جو عبرانی کی ہماری غلطی پکڑی وہ ہمیں سر آنکھوں پر قبول"۔ اگر آپ شروع ہی میں یہ اقرار کرتے تو آپ کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اور آپ پر یہ شعر صادق نہ آتا کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں

لیک بعد از ہزار رسوائی

(دلچسپ حصہ باقی)

ناظرین زرافشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش رہیں +

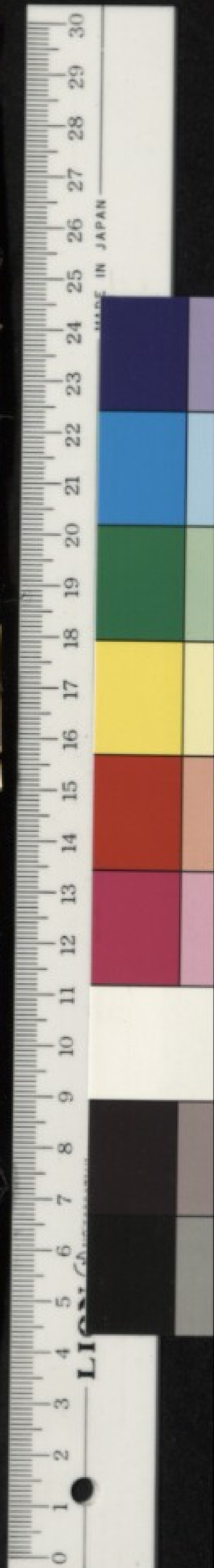
خاص مضامین

کتب عہد جدید کی صحت پر ایک محققانہ نظر

۱۳

(ج) ترجمہ فلوکسے نس ۵۰۸ء میں عہد جدید کی کتب کا با محاورہ ترجمہ شامی زبان میں مشرقی شام کے اسقف فلوکسے نس نے کیا گیا۔ یہ ترجمہ زبان کے لحاظ سے تمام شامی ترجموں میں اعلےٰ پایہ کا ہے۔ اور لفظی قیود سے آزاد اور با محاورہ ہے۔

(د) ہارکل کے توما کا ترجمہ۔ چونکہ ترجمہ فلوکسے نس زبان کے لحاظ سے آزاد اور با محاورہ تھا۔ لہذا اس خامی کی وجہ سے ایک صدی بعد ۶۱۶ء مشرقی شام کے ایک اور اسقف یعنی ہارکل کے توما نے ایک نیا ترجمہ کیا۔ جو لفظی تھا۔ اور جس میں شامی زبان محاورہ کی رعایت نہیں رکھی گئی تھی۔ بعض دفعہ شامی زبان پر جبر بھی کیا گیا تاکہ لفظی معنی برقرار رہیں جس طرح اکولا نے کتب عہد عتیق کا لفظی ترجمہ یونانی زبان میں کیا تھا اور اس میں یونانی محاورات کا لحاظ نہیں کیا گیا تھا۔ اسی طرح توما نے کتب عہد جدید کا لفظی ترجمہ کیا۔ خواہ وہ شامی زبان کے محاورہ کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ ہندوستان میں ترجمہ فلوکسے نس کی نظیر حافظ نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآن ہے۔ اور ہارکل کے ترجمہ کی نظیر شاہ ولی اللہ یا شاہ عبد القادر کا ترجمہ ہے۔ ہارکل کے ترجمہ کا یہ فایدہ ہے کہ ہم نہایت آسانی سے اصل زبان کا لفظ معلوم کر سکتے ہیں اور یہ جان سکتے ہیں کہ اصل یونانی لفظ کیا تھا۔ اور یوں نہ صرف ترجمہ کے متن کی صحت بلکہ یونانی اصل کی عبارت کی صحت کی جانچ پڑتال کر سکتے ہیں +



اس ترجمہ کے اکیاون نسخے ہمارے پاس محفوظ ہیں

(۵) کنعانی شامی ترجمہ۔ اس ترجمہ کی شامی زبان دیگر ترجموں کی شامی زبان سے مختلف ہے اور کنعانی تارگم کی زبان سے ملتی جلتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو کنعانی شامی ترجمہ کہتے ہیں اس کے مختلف اوراق مسیحی ممالک کے مختلف حصص میں محفوظ ہیں۔ بعض علما کا خیال ہے کہ یہ ترجمہ یروشلم میں دوسری صدی میں کیا گیا تھا۔ دیگر علما کا خیال ہے کہ وہ انطاکیہ میں کیا گیا اور چھٹی صدی مسیحی کے اوائل کا ہے یعنی سنہ ۵۰۰ء اور سنہ ۵۲۵ء کے درمیان یہ ترجمہ انطاکیہ شہر میں کیا گیا تھا۔ اس ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس یونانی نسخہ کا متن نہایت اعلیٰ اور معتبر تھا جسکا یہ ترجمہ ہے۔

(۶) مذکورہ بالا ترجموں کے علاوہ شامی زبان میں ایک اور نسخہ موجود ہے۔ جس میں کتب عہد جدید کی بعض آیات کی شرح کی گئی ہے۔ اس شرح میں مصنف نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ فلاں یونانی الفاظ کے حرکات و سکنات کیا ہیں اور اسکا صحیح شامی ترجمہ کیا ہے۔ فلاں یونانی آیات کے علامات وقف کیا ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کتاب کے سات نسخے دور حاضرہ میں موجود ہیں جن میں سے چھ شامی کلیسیا کے یعقوبی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک نسطوری فرقہ کے متعلق ہے چونکہ یعقوبی فرقہ کی شرح ایک خانقاہ میں لکھی گئی تھی۔ جس کا نام کھورپی کی خانقاہ ہے۔ لہٰذا اس کتاب کا نام بھی کھورپی کا نسخہ ہے۔

ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ یہ شامی ترجمے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی اہمیت کا باعث صرف ان ترجموں کی قدامت ہی نہیں ہے۔ بلکہ شامی زبان آرامی زبان کی ایک شاخ ہے اور کنعانی آرامی زبان کے ساتھ متعلق ہے جو ہمارے خداوند اور اس کے رسولوں کی زبان تھی۔ لہٰذا اس زبان کے تراجم کے ذریعہ ہم بعض اوقات ان الفاظ اور کلمات کو معلوم کر سکتے ہیں۔ جو منجی عالمین کی زبان معجز بیان سے نکلتے تھے۔ چونکہ شامی ترجموں کے نسخے سینکڑوں کی تعداد ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم انجیل جلیل کی کتب کے صحیح ترین اور معتبر ترین متن کو ان نسخوں کی مدد سے معلوم کر سکتے ہیں +

دوم۔ آرمینی تراجم۔

ملک شام کے شمال اور شمال مغرب کی جانب آرمینیا کا ملک واقع ہے۔ لہٰذا شامی مسیحی مبلغین نے انجیل جلیل کے پیغام کی صدا آرمینیا میں سنائی۔ پہلے پہل آرمینی زبان میں کتب عہد جدید کا ترجمہ چوتھی صدی کے شروع میں یعنی سنہ ۳۲۵ء سے پہلے شامی زبان سے کیا گیا۔ اس کے بعد یونانی اصل اور شامی ترجمہ کو پیش نظر رکھکر سنہ ۳۹۵ء اور سنہ ۴۳۰ء کے درمیان ایک اور آرمینی ترجمہ کیا گیا پھر ۴۳۱ء میں افسس کی کونسل کے بعد قسطنطنیہ دار السلطنت سے کتب مقدسہ کی صحیح نقل دستیاب ہوئی اور مقدس انحاق اور مقدس مسروپ نے اپنے سنہ ۳۹۵ء کے ترجمہ کی نظرثانی کر لی۔ یہ صحیح نسخہ وہی تھا جو شہنشاہ قسطنطین کے حکم سے نقل ہوا تھا اور جس کا متن کوہ سینا کے نسخہ کا تھا۔

آرمینی ترجمہ کے نسخے مختلف مسیحی ممالک میں اور آرمینیا میں موجود ہیں۔ ان کے آخر ان کی کتابت کی تاریخ لکھی ہوئی ہے چنانچہ بعض نسخے سنہ ۸۸۷ء سنہ ۹۲۶ء سنہ ۹۸۶ء اور سنہ ۹۸۹ء کے آرمینیا میں ہیں۔ ایک سنہ ۹۶۰ء کا قسطنطنیہ میں ہے اور دو نسخے سنہ ۹۰۲ء اور سنہ ۱۰۰۶ء کے وینس میں موجود ہیں

سوم۔ جارجیا کے تراجم۔

ملک آرمینیا کے ساتھ ہی ملک جارجیا ہے جہاں آرمینی مبلغین نے مسیحیت کے اشاعت کے فرض کو سرانجام دیا۔ کہتے ہیں کہ مقدس مسروپ نے آرمینی اور جارجی زبان میں کتب مقدسہ کے ترجمے کئے۔ ملک جارجیا کے ترجموں کی جانچ پڑتال اس امر کو ظاہر کر دیتی ہے کہ مترجمین کے سامنے یونانی اصل اور شامی ترجمے بھی تھے۔

چہارم۔ ایرانی ترجمے۔

شامی ترجمہ پشیتو۔ فارسی زبان میں کتب عہد جدید کا ترجمہ کیا گیا۔ اس ترجمہ کے بعد ایک اور ترجمہ فارسی زبان میں اصل یونانی سے کیا گیا۔ خیال ہے کہ ایران میں پرانے ترجمہ کے نسخے موجود ہیں۔ لیکن ہنوز شائع نہیں ہوئے۔ برکت اللہ

مراسلات

مسیح کی آمد ثانی

پر

ایک قادیانی مولوی فاضل سے گفتگو

(۱۵)

(از قلم جناب پادری عبدالحق صاحب)

اب ہم آپ کو یہ دکھائینگے کہ وہ خارج شدہ جملے کیونکر اور کہاں سے کلام مقدس میں راہ پا گئے تھے۔ اگر ہم بغیر اس کے صرف یہی ثابت کر دینے پر اکتفا کریں کہ وہ جملے زیادہ قدیم اور معتبر نسخوں میں پائے نہیں جاتے تو بھی ان کو متن کلام اللہ سے جدا کرنے میں مسیحیوں کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے۔ مگر ہم بعون اللہ تعالیٰ آپ کو ان جملوں کا ماخذ اور ان کے متن میں راہ پا جانے کی صورت بھی بتا سکتے ہیں۔ سو معلوم ہو کہ کلام مقدس کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ سے جو جو اختلاف کتابت متعدد نسخوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب

ٹیگسٹوال کرٹی سزم کی رُو سے

بقدر ۱/۸ حصہ کے ہیں۔ اور باقی کلام مقدس کا ۷/۸ حصہ ایسا ہے جسکو سب کے سب نسخے متفق اللفظ ہو کر حرف بحرف صحیح قرار دیتے ہیں۔ پھر وہ ۱/۸ حصہ بھی بیشتر ہر ایک نسخہ کی جدا گانہ سہو کتابت کی معمولی اغلاط پر مشتمل ہے۔ اور ایک نسخہ میں بجنسہ دوسرے نسخہ کی سی غلطیاں نہیں پائی جاتیں۔ اس طرح کی سہو کتابت کو نظرانداز کر دینے کے بعد ۱/۸ حصہ ایسا رہ جاتا ہے جس میں مختلف نسخوں کی نقل کے بعد اغلاط کتابت میں کسی قدر یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اور اگر اختلافات قرأت کو بھی جنکا کثیر التعداد نسخوں کے مقابلہ کے مقابلہ سے بآسانی پتہ مل جاتا ہے نظرانداز کر دیں تو صرف ۱/۱۰۰۰ حصہ قابل غور رہ جاتا ہو نسخوں کے باہمی اختلافات اس نوعیت کے ہیں کہ بعض

نسخوں میں قلم کی چوک کے سبب ایسے الفاظ لکھے گئے۔ جنکے کچھ معنی نہیں اور کہیں بجائے اصل لفظ کے ایسا لفظ لکھا گیا جو شکل یا آواز میں اصل کے مشابہ تھا۔ اور چونکہ قدیم تحریروں میں الگ الگ الفاظ نہیں بلکہ مسلسل حروف لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے کہیں پہلے لفظ کا آخری حصہ دوسرے لفظ کے پہلے حرف کے ساتھ مل کر ایک جداگانہ لفظ اور اس طرح بجائے دو اصل لفظوں کے تین نئے لفظ بنگئے۔ اسی طرح کہیں بعض حروف یا الفاظ نقل کرتے وقت بالکل چھوٹ گئے۔ جیسا کہ نسخوں کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور کہیں ایک سطر سے نظر ہٹ کر دوسری سطر کے ویسے ہی لفظ پر پڑگئی اور اس طرح درمیانی الفاظ نظر انداز ہو گئے۔ جیسے۔

نسخہ ویٹیکن کے کاتب سے

یوحنا ۱۷: ۱۵ اور ۳: ۲۰ و ۲۱ کے کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہیں

بعض اوقات تشریحی الفاظ جو حاشیہ پر پائے جاتے تھے غلطی سے متن میں درج ہو گئے۔ چنانچہ اعمال ۱۵: ۳۴ کے الفاظ پہلے حاشیہ پر تھے جنہیں ارسمس نے سولہویں صدی میں غلطی سے جزو متن خیال کر کے متن میں درج کر دیا (دیکھو ویسکٹ ہارٹ صاحب کا نیو ٹسٹمنٹ ان دی اوریجنل گریک۔ اپنڈکس صفحہ ۹۶) اور اس قسم کی غلطیاں بعض کاتبوں سے "نقل راچہ عقل" پر عمل پیرا ہونے کے باعث مضحکہ خیز صورت میں سرزد ہو گئیں۔ مثلاً ایک قدیم نسخے کے کاتب نے ۲ کرنتھیوں ۸: ۵ کے بعد یہ الفاظ متن میں درج کر دیئے کہ

"ہماری آگاہی کے لئے بعض نسخوں کے حاشیہ پر یوں پایا جاتا ہے"۔ (دیکھو ڈاکٹر اے۔ ٹی رابرٹسن صاحب کی کتاب ٹکسچوال کرٹی سزم آف دی نیو ٹسٹمنٹ صفحہ ۱۵۳)

اب کون عقلمند ایسی غلطی کو کاتب کی سادگی پر محمول نہ کریگا۔ اور اسے "تحریف" قرار دینے کی جرأت کریگا؟ کیا کوئی محرف دھوکا دہی کی نیت سے "بعض نسخوں کے حاشیہ پر" کے الفاظ ارادۃً متن میں داخل کر سکتا ہے؟ اسی طرح پہلے کاتبوں سے بہت سی حاشیہ کی عبارتیں غلطی سے وقتاً فوقتاً متن میں درج ہو گئیں۔ کیونکہ نہ تو قدیم نسخوں کے جملوں میں باہمی امتیاز کے لئے وقفے اور دیگر علامتیں موجود تھیں۔ اور نہ ہی آیات کا نمبر شمار پایا جاتا تھا۔ چنانچہ عہد جدید کی آیات کے نمبر سولھویں صدی میں رابرٹ سٹیفن نے جاری کئے۔ پس جبکہ قدیم زمانہ میں حروف مسلسل لکھے جاتے اور الفاظ و فقرات کے درمیان امتیازی علامات کا وجود ہی نہ تھا۔ نہ ہی آیات پر نمبر ہوا کرتے تھے اور حاشیہ کی عبارات بھی متن سے الگ کوئی خاص امتیازی صورت نہ رکھتی تھیں اور علاوہ ازیں قدیم زبانیں بھی بتدریج نئی شکل کر گئیں اور قدیم و جدید یونانی کے مابین رسم الخط اور طرز تحریر کے لحاظ سے بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ اگلے زمانوں میں ادھر ادھر کی آمد و رفت اور قدیم نسخوں کی دریافت کے ذرائع بالکل محدود تھے اور فن طباعت کی عدم موجودگی میں کسی ایک کاتب کو مقابلہ کرنے کے لئے کثیر التعداد کا دستیاب ہو جانا بھی آسان کام نہ تھا اور نہ ہی موجودہ زمانہ کے موافق تحقیق و تدقیق کے اسقدر مواقع و اسباب میسر نہ تھے۔ تو ان سب امور واقعی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک منصف مزاج انسان کو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ اندریں صورت ایسی قدیم کتاب کے مختلف نسخوں میں بعض اغلاط کا راہ پا جانا باعث تعجب نہیں اور جس قسم کی اغلاط کا پتہ ہم بتا چکے ہیں۔ وہ کسی صورت میں بھی "دراصل تحریف" یا "گنتر بیونت" نہیں کہلا سکتیں۔

قدیم تحریریں

وہ قدیم تحریریں جن سے کلام مقدس کے مختلف نسخوں کی عبارات کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے چار قسم کے ہیں۔

اول۔ قدیم نسخے

یہ قدیم نسخے تین طرح کے ہیں

(۱) پپیریز۔ یہ نسخے مکمل کتاب کی صورت میں نہیں۔ بلکہ پپیری کے متفرق اوراق پر لکھے ہوئے کتاب مقدس کے بعض حصے ہیں۔ ان نسخوں کا زمانہ پہلی صدی کے وسط سے چوتھی صدی کے شروع تک ہے اب تک عہد جدید کے متعلق پپیری کے جسقدر نسخے دستیاب ہوئے وہ شمار میں ۴۵ ہیں۔ اور عہد جدید کے موجودہ متن سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ملک مصر سے اور بھی بہت سے پپیریز ملجائینگے کیونکہ مصر کی زمین کے اندر پپیریز عرصہ دراز تک بچے رہ سکتے ہیں۔

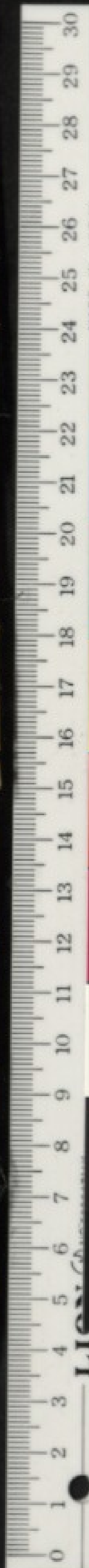
دوم۔ بڑے حروف کے نسخے

ان نسخوں کا زمانہ چوتھی صدی سے نویں صدی تک ہے انکا کل شمار جسکا اب تک پتہ چلا ہے ۱۶۸ ہے۔ ان میں سے چند مشہور نسخوں کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

(الف) **نسخہ ویٹیکن یا نسخہ بی**۔ یہ بڑے حروف کے نسخوں میں سے سب سے قدیم اور بلحاظ صحت زیادہ قابل قدر نسخہ ۳۲۵ء میں لکھا گیا اور ۱۴۸۱ء سے روم کی ویٹیکن لائبریری میں رکھا ہوا ہے ۱۸۶۷ء میں ڈاکٹر ٹشنڈارف صاحب نے اس میں سے عہد جدید کی نقل شائع کی اور ۱۸۹۰ء میں کل نسخہ کا فوٹو لیا گیا۔ اسکی نقلیں یورپ و امریکہ کی کل بڑی بڑی لائبریریوں میں پائی جاتی ہیں۔ پہلے اصل نسخہ میں پوری بائبل موجود تھی۔ مگر اب عہد عتیق میں سے پیدائش کی کتاب ۴۶: ۲۸ تک اور زبور ۱۰۵: ۲۷ سے آخر تک اور تمام عہد جدید میں سے پولوس رسول کے چھوٹے خطوط یعنی ۱ و ۲ تمطاؤس طیطس فلیمون اور عہد جدید کی آخری کتاب مکاشفہ تلف ہو چکے ہیں۔ اس نسخہ کی تصدیق بہت سے قدیم نسخوں اور ترجموں سے ہوتی ہے۔

(ب) **نسخہ سینا یا نسخہ الف**۔ اس کا سن تحریر ۳۵۰ء کے قریب ہے۔ سن ۱۸۵۰ء میں ڈاکٹر ٹشنڈارف صاحب نے شہنشاہ روس کا پروانہ لیکر اسے کوہ سینا کے راہبوں سے حاصل کیا اور اسوقت سے روس کی شاہی لائبریری میں رکھا گیا۔ ۱۸۶۲ء میں ٹشنڈارف نے اسکی نقل اور ۱۹۱۱ء میں پروفیسر لیک نے اس کا فوٹو شائع کیا۔ پہلے اصل نسخہ میں پوری بائبل موجود تھی مگر اب اس میں سے عہد عتیق کا کچھ حصہ تلف ہو چکا ہے۔ اور عہد جدید کے کل صحیفے موجود ہیں۔

(ج) **نسخہ سکندریہ یا نسخہ اے**۔ یہ نسخہ



سنہ ۳۲۵ء کے قریب بمقام سکندریہ لکھا گیا۔ ۱۶۲۴ء میں قسطنطنیہ کے پیٹریارک نے چارلس اوّل شاہ انگلستان کو بطور تحفہ کے دیا۔ اب شہر لندن کے عجائب خانہ میں موجود ہے۔ اس میں پوری بائبل موجود تھی۔ مگر اب عہد جدید کے چند اجزا یعنی متی ۲۵: ۶ تک اور یوحنا ۶: ۵۰ سے ۸: ۵۲ تک اور ۲ کرنتھیوں ۴: ۱۳ سے ۱۲: ۶ تک تلف ہو چکے ہیں۔ باقی صحیفے پورے موجود ہیں۔

(د) **نسخہ افرائیمی یا نسخہ سی**۔ یہ نسخہ ۴۵۰ء کے قریب ضبط تحریر میں آیا۔ سولھویں صدی کے شروع میں یہ نسخہ مشرق سے اٹلی اور بعدہٗ وہاں سے فرانس بھیجا گیا اب شہر پیرس کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں سے عہد جدید کی نقل ۱۸۴۳ء میں اور عہد عتیق کی ۱۸۴۵ء میں شائع ہوئی۔ پہلے اس میں پوری بائبل موجود تھی۔ مگر اب صرف عہد جدید کے صحیفے موجود ہیں اور ان میں سے دو چھوٹے خط ۲ تسالونیکیوں اور ۲ یوحنا تلف ہو چکے ہیں۔

(ہ) **نسخہ بیزا یا نسخہ ڈی**۔ یہ صرف عہد جدید کا نسخہ ہے اور جیسا کہ ان صدیوں کا دستور تھا سہولیت کی غرض سے عہد جدید کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا یعنی (۱) اناجیل اربعہ (۲) اعمال الرسل و خطوط عام (۳) خطوط پولس اور (۴) مکاشفہ۔ اسی کے مطابق یہ نسخہ عہد جدید کے تین حصوں یعنی اناجیل اربعہ۔ اعمال الرسل، خطوط عام اور مکاشفہ پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ پانچویں صدی کے اواخر میں جنوبی فرانس میں لکھا گیا اور ۱۵۸۱ء میں اصل نسخہ بیزا کیمبرج یونیورسٹی کو تحفہ کے طور پر دیا گیا ۱۷۹۳ء میں اسکی نقل شائع ہوئی اور ۱۸۹۹ء میں اس کا فوٹو لیا گیا۔ اس میں یونانی متن کے بالمقابل لاطینی ترجمہ بھی پایا جاتا ہے۔

(و) **نسخہ کلارو منٹس**۔ یہ نسخہ چھٹی صدی کے شروع میں (سنہ ۵۲۵ء سے پیشتر) لکھا گیا ۱۵۸۲ء میں شمالی فرانس کی کلارو منٹ خانقاہ سے ملا اور سترھویں صدی میں پیرس کی شاہی لائبریری میں رکھا گیا۔ اسکی نقل ۱۸۵۲ء میں شائع ہوئی۔ یہ نسخہ عہد جدید کے ایک حصہ یعنی خطوط پولس پر مشتمل ہے۔ اکثر علماء اسکو نسخہ بیزا کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں۔ اس میں بھی نسخہ بیزا کی مانند یونانی متن کے بالمقابل لاطینی ترجمہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح چھٹی صدی کے آخر تک غیر مکمل نسخوں کا شمار ۳۵ ہے اور کل بڑے حروف کے یعنی نویں صدی تک کے نسخوں کا شمار ۱۶۸ ہے۔

(۳) **چھوٹے حروف کے نسخے**۔ ان نسخوں کی تحریر کا زمانہ نویں صدی سے پندرھویں صدی یعنی فن طباعت کے رائج ہونے تک ہے۔ ان کا شمار ۲۳۵۸ ہے۔

پس عہد جدید کے قدیم نسخوں کا شمار یہ ہے۔

۱۔ پیپرس	۴۵
۲۔ بڑے حروف کے نسخے	۱۶۸
۳۔ چھوٹے حروف کے نسخے	۲۳۵۸
میزان	۲۵۷۱

مسٹر نکوس نوٹوچ روسی سیاح کا افسانہ

کتاب یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات

جناب مرزا غلام احمد کرشن ثانی قادیانی صاحب کی بہت سی تصنیفات کا ملاحظہ کیا گیا ہے اور اُن سے معلوم ہوا کہ ابن مریم مسیح ناصری کے متعلق اُن کا عقیدہ یہ تھا (۱) کہ حضرت عیسٰی ابن مریم تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ "راز حقیقت صـ۳ کا حاشیہ"۔ "کتاب البریہ صفحہ ۲۴۳ کا حاشیہ"۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) حضرت عیسٰے صلیب پر فوت نہیں ہو گئے۔ مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہو گئی تھی۔ بعد میں دو تین روز تک ہوش میں آ گئے۔ اور مرہم عیسٰی کے استعمال سے اُن کے زخم اچھے ہو گئے۔

۲۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۲: ۳۷ (۳) حضرت عیسٰی اس واقعہ کے بعد بیت المقدس سے مشرق کی طرف شہر نصیبین میں تشریف لائے۔ وہاں سے مشرقی ممالک ایران۔ افغانستان۔ پنجاب۔ بنارس۔ نیپال۔ تبت۔ کشمیر کا سفر کیا۔ کتاب مسیح ہندوستان صفحہ ۶۵-۶۶ کتاب ست بچن حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶۴ء

۴۔ جو سرینگر میں محلہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے۔ وہ درحقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی قبر ہے۔ "راز حقیقت صفحہ ۲۰"۔

نوٹ نمبر ۱۔ جناب مرزا صاحب کرشن ثانی قادیانی اپنی کتاب ایام الصلح صـ۱۳۵ کے حاشیہ در راز حقیقت و ست بچن حاشیہ صفحہ ۱۶۴ نصف اور نور القرآن صـ۷ کے حاشیہ پر جو کچھ فرماتے ہیں اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ "حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا اس ملک ہندوستان میں آنا ثابت کیا ہے۔ وہ کتاب میں نے دیکھی اور میرے پاس ہے۔ وہ کتاب بھی اس رائے کی موید ہے۔"

نوٹ نمبر ۲۔ جناب حکیم خدا بخش صاحب احمدی نے اپنی کتاب عسل مصفّٰے جلد اول صفحہ ۱۹۲-۱۹۳ و ۵۸۵ پر اور مولوی غلام رسول صاحب احمدی سکنہ راجیکی نے رسالہ التنقید کے صـ۳۵ پر یوں لکھا ہے کہ "ناٹوچ روسی سیاح اپنی کتاب میں جو مسیح کی نامعلوم زندگی کی نسبت لکھی ہے اور شائع کی ہے۔ اس میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ ۳۰ سال کی عمر میں مسیح علیہ السلام نیپال میں آئے تھے۔ اور تبت و کشمیر میں ہندوستان میں آئے تھے۔" **اقوال** (۱) قرآن حدیث نبویہ۔ اقوال صحابہؓ و تابعین اسلامی تفسیروں اور اسلامی تاریخوں میں کہیں بھی مریم بیٹے کا ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ان میں یہ ذکر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان و کشمیر کا سفر کیا اور سرینگر میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ بلکہ ہمیں تو انجیل شریف مرقس ۱۵ باب ۴۴ و ۴۵ آیت سے اس کا ثبوت یہ ملتا ہے کہ "پیلاطس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا اور صوبہ دار سے حال معلوم کر لیا تو لاش یوسف کو دلا دی۔" اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ نے پوری پوری تحقیقات کر لی تھی۔ جس سے اسکو پورا پورا یقین ہو گیا کہ مسیح فی الحقیقت مر گیا ہے تب لاش دینے کا حکم دیدیا یہاں تو غشی کی حالت کا ذکر ہے اور نہ یہ پایا جاتا ہے کہ مسیح کا

علاج مرہم عیسیٰ سے کیا گیا۔ اور نہ یہ کہ مختلف ممالک میں سیاحت کرتے ہوئے ملک کشمیر شہر سری نگر خانیار کے محلہ میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ جہاں اب تک اُن کی قبر موجود ہے (۲) کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ فی اثبات الغیب و کشف الحیرہ) اور کتاب شہزادہ یوزآسف و حکیم بلوہر کے جوابوں سے اس امر کو ثابت کیا جاتا ہے کہ کشمیر میں شاہزادہ یوزآسف کی وفات ہوئی تھی اور وہ یہاں دفن ہوئے تھے۔ مگر یوزآسف ملک ہندوستان کے علاقہ سولابط کے کسی حکمران کے روکے تھے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بہت پہلے ہوئے ہیں۔ فلہٰذا یوزآسف کی قبر کو مسیح ابن مریم کی قبر بتا دینا سراسر بد دیانتی ہے (۳) واقع ہو کہ مسٹر نکولس نوٹووچ روسی سیاح نے بودھوں کے مٹھ واقعہ تبت دار الخلافہ لاسہ سے دریافت کر کے فرانسیسی اور انگریزی دو زبان میں اک کتاب بنام دی ان نون لائف آف جیزس کرائسٹ لکھی ہے۔ اُس کا ترجمہ بزبان اُردو لالہ چند سابق منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے کیا۔ چنانچہ اس کا نام یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات ہے اور یہ کتاب بزبان اُردو ۱۸۹۹ء میں ست دھرم پرچارک جالندھر میں طبع کی گئی ہے۔ اس کتاب کے ۶۶ صفحے ہیں۔ پہلے صفحہ سے ۳۵ صفحہ تک مترجم کی طرف سے دیباچہ ہے اور ۳۵ سے ۶۶ تک یسوع مسیح کے حالات درج ہے۔ اس کتاب میں ۱۴ فصلیں ہیں۔

نوٹ۔ اب اس کتاب کی چودہ فصلوں کا خلاصہ مطلب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

تمہید۔ ایک صفحہ سے ۲۰ تک مترجم کا اپنا ذاتی دیباچہ ہے۔ اور ۲۰ سے ۳۵ تک مصنف کا دیباچہ ہے (۱)

بدھ لوگ عیسےٰ کو بدھ و وشنو کا اوتار مانتے ہیں

(۲) عیسائیوں اور بودھوں دونوں کا اس امر میں اتفاق ہے کہ عیسیٰ کا باپ (دنیاوی) یوسف اسرائیل کے بادشاہ داؤد کے خاندان میں سے تھا ص۱۳ دیباچہ (۳) بدھ لوگوں کا یہ بیان کہ عیسےٰ پہلے پہل سندھ میں آیا۔ دیباچہ ص۱۴ (۴) جہان مٹھ میں۔ مَیں نے لامہ سے درخواست کی کہ وہ قلمی کتابیں جن میں یسوع مسیح کی زندگی کے حالات درج ہیں مجھے سُنائے جاویں۔ چنانچہ وہ کتابیں مجھے سنائی گئیں اور مَیں نے اپنے مترجم کی مدد سے تمام حالات کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا ص۲۱۔ بدھ (۵) اور وہی تمام گمراہ جو نکو دھرم کے دائرہ کے اندر لایا بلکہ اُس نے نیکی اور بدی میں تمیز کرنا سکھایا۔ اُس کے نام اور اعمال کا ذکر ہماری متبرک کتابوں میں درج ہے اور اُس نے جو پاپی اور گنہگار لوگوں کے درمیان ایک عجیب زندگی بسر کی ص۲۶ (۶) اس کا حال پڑھ کر اور بت پرست لوگوں کے اس بھاری گناہ کا حال جو اُنہوں نے عیسےٰ کو بہت عذاب کے ساتھ مار دیتے ہیں۔ کیا ہمیں رونا آتا ہے ص۲۶ دیباچہ

فصل اول۔ (۱) زمین کانپ اُٹھی اور آسمان پر شور برپا ہوا۔ اس لئے کہ ملک اسرائیل میں ایک گناہ کبیرہ سرزد ہوا ہے۔ فصل اول (۲) وہ گناہ یہ ہے کہ وہاں اُنہوں نے عیسےٰ جیسے بزرگ اور منصف مزاج کو عذاب سے مار ڈالا جو روح الارواح تھا۔ فصل اول (۳) جو ایک معمولی انسان کے قالب میں نازل ہوا تھا تاکہ انسان کے خیالات فاسد دور ہو کر اُن کی بھلائی ہو۔ فصل اول (۴) انسان جو اپنے گناہوں سے ذلیل ہو گئے تھے۔ انکو اس محبت اور راحت کی زندگی پھر نصیب ہو۔ اور ایک اکھنڈ پرماتما کی طرف ہوں جسکا رحم لا انتہا اور غیر محدود ہے۔ فصل اول

فصل چہارم (۵) پھر جلدی ہی سرزمین اسرائیل میں ایک عجوبہ بچہ پیدا ہوا۔ خود خدا اس بچہ کے منہ سے بولا اور جسم کا ہیچ کارہ اور روح کا عظیم ہونا بتلایا ص۱۵ ع۳ (۶) باوجود ان مصیبتوں کے خدا کو نہ بھولنے کے عوض خدا نے اس کنبہ میں پہلا لڑکا متبرک پیدا کیا اور بدی میں غرقاب لوگوں کی امداد اور دکھوں کا دکھ دور کرنے کے لئے اسکو منتخب کیا۔ ص۲۰ ع۷ (۷) یہ خدائی بچہ جس کا نام عیسےٰ رکھا گیا بچپن ہی سے گرے ہوؤں کو توبہ کے ذریعہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دیکر ایک اکھنڈ خدا کا اپدیش کرنے لگا ص۲۰ ع۵۔ (۸) چاروں طرف سے لوگ اس کا اپدیش سُننے آیا کرتے اور اس بچہ کے اپدیش کو سُنکر حیران ہوا کرتے تھے۔ قوم اسرائیل کو تمام لوگ اس بات میں متفق الرائے کہ روح ابدی اس بچہ میں موجود ہے۔ ص۲۱ ع۹۔

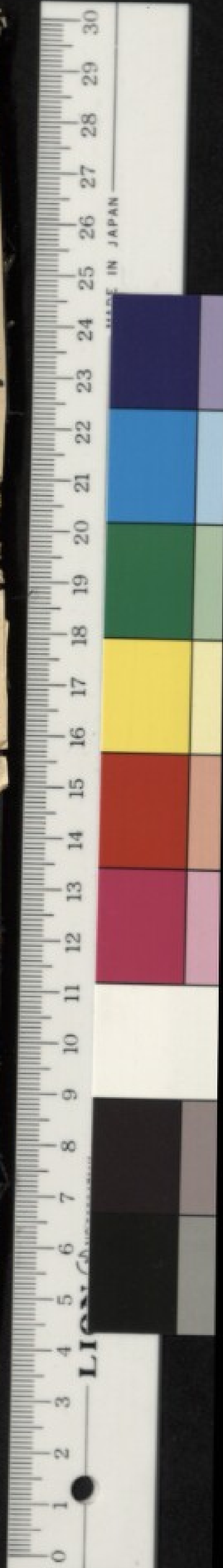
فصل پنجم (۹) ہر ایک شخص عیسیٰ کو پیار کرتا تھا کیونکہ وہ ویشیوں اور شودروں کے ساتھ محبت سے رہتا تھا ص۲۲ ع۸ (۱۰) لیکن عیسےٰ نے اُن کا کہنا نہ مانا اور شودروں کے پاس چلا گیا اور براہمنوں اور کشتریوں کے برخلاف اپدیش کرنے لگا۔ ص۲۳ ع۱۰ اصل کتاب کا نمبر ہے۔ (۱۱) کیونکہ اُس نے کہا کہ پرمیشور جو سب کا باپ ہے۔ وہ اپنے بچوں میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ اس کو سب یکساں اور پیارے ہیں۔ ص۲۴ ع۱۱ (۱۲) عیسیٰ کی یہ باتیں سُنکر ویشیہ اور شودر لوگ تعریف آمیز حیرانی میں غرق ہوئے۔ اُنہوں نے عیسےٰ سے پوچھا کہ ہم کس طرح دعا مانگیں تاکہ ہم کو ابدی خوشی حاصل ہو ص۲۴ ع۲۵ (۱۳) عیسےٰ نے کہا کہ مورتیوں کی پوجا مت کرو کیونکہ وہ سُن نہیں سکتیں۔ وید و نکو مت سنو۔ کیونکہ اس میں سچائی کا خون کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو سب سے بڑا مت سمجھو۔ اور اپنے ہمسایہ کو ذلیل نہ کرو ص۲۴ ع۲۶ (۱۵) نوجوان عیسیٰ جسکو خدا نے برکت دی تھی چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آیا ص۲۰ ع۱ (باقی آئندہ)

خاکسار۔ ماسٹر طفیل مسیح مدرس ایم۔ بی سکول الٰہ

ریویو

ہمارے پاس این۔ ڈبلیو ریلوے کی طرف سے ایک بہت ہی خوبصورت کتاب بغرض ریویو موصول ہوئی ہے۔ جس کا نام **کوہستان کانگڑہ کی دلفریب وادی** ہے۔ کتاب کیا ہے وادی کانگڑہ کی مختصر مکمل تاریخ ہے۔ ہر ایک مشہور مقام اور فرحت افزا مناظر کے تصاویر کے علاوہ ریلوے لائن کے حیرت افزا پیچ و خم بھی دکھائے گئے ہیں۔ کتاب اسقدر دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ وادی کانگڑہ کے لئے مال گاڑی یکم دسمبر ۱۹۲۸ء سے جاری ہو چکی ہے۔



اور عنقریب بہت ہی جلد سواری کی گاڑی بھی جاری ہو جائیگی ۔ (ایڈیٹر)

مسیحی خبریں

فورمن کرسچن کالج کا فونڈرڈے

۲ مارچ کو کرسچن کالج لاہور کا فونڈر ڈے نہایت شان و شوکت کے ساتھ شاہدرہ جہانگیر بادشاہ کے مقبرہ کے باغ میں منایا گیا۔ کالج کے تمام پروفیسر صاحبان اور طلبا کے علاوہ وہ اصحاب بھی تشریف لائے تھے جنکو دعوت دی گئی تھی۔ طلبا نے نہایت شاندار اور نصیحت آمیز ڈرامے کئے۔ اور اُردو۔ پنجابی۔ انگریزی زبانوں میں اشعار پڑھے۔ شام کو پر لطف مختلف قسم کے کھانے کھلائے گئے اور پکچرز دکھائی گئیں۔ اور قریباً رات کے دس بجے تک نہایت چہل پہل رہی۔

---

۳ مارچ یعنے اتوار کو نولکھا چرچ میں عالیجناب پادری ڈاکٹر یونگ صاحب آنجہانی سابق پرنسپل فورمن کرسچن کالج اور پنجاب یونیورسٹی کے وائیس چانسلر کی لوحِ یادگار سے کی نقاب کشائی کی رسم ادا کی گئی۔ مرحوم کی خدمات اور اُن کے اوصاف حمیدہ اور مسیحانہ زندگی پر مختلف تقریریں ہوئیں۔ درحقیقت ڈاکٹر یونگ صاحب ان برگزیدہ مشنریوں میں سے تھے جنکی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے ۔

ہم نہایت مسرت کے ساتھ یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ جناب مسٹر موسے خاں صاحب کے بھائی مسٹر حیات خاں کا بپتسمہ ۳ مارچ کو بروز اتوار یہاں سنگھ باغ کے سی ۔ ایم ۔ ایس چرچ میں جناب فضیلت مآب پادری گے صاحب کے ہاتھ سے ہوا۔ مسٹر حیات خاں ایک مدت دراز تک نہایت خاموش مگر محققانہ نظر سے مسیحیوں اور مسیحی مذہب کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ بالآخر آپ مسیحی مذہب کی صداقت کے قائل ہو کر اپنی تمام عزت اور دولت پر لات مار کر مسیحیت کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوئے۔ خدا استقامت بخشے ۔

صحیح اطلاع

یو ۔ پی ۔ سنڈ پنجاب کے سالانہ اجلاس کے بارے میں جو تاریخ گزشتہ پرچہ نور افشاں میں درج ہے۔ اس کا خیال نہ کریں جو تاریخ پروگرام شیٹ میں درج ہے یعنے ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو شہ بمقام سی ۔ ٹی ۔ آئی سیالکوٹ میں منعقد ہوگی اور ۲۳ مارچ بروز سنیچر شام سے کانفرنس شروع ہوگی۔ مہربانی سے سب ممبر یاد رکھکر وقت پر تشریف لادیں۔

تابعدار ۔ خادم ۔ برکت مسیح کلرک یو ۔ پی سنڈ پنجاب از جہلم

بھجن

(از قلم جوہر رقم جناب پادری ایم ۔ سی ۔ نیوٹن صاحب گل)

چلو چلو ری سکھی درشن کو چلیں رہتو پر وکھ بھنجن آوت ہیں

انترہ ۔ سوکھی شعلیں کام نہ دینگی ۔ بنا تیل ہرگز نہ جلیں

چلو چلو ری سکھی درشن کو چلیں وغیرہ

انترہ ۔ ہوشیار رہیں اندر و اخل ۔ رہیں ہو کہ باہر ہاتھ ملیں

چلو چلو ری سکھی درشن کو چلیں وغیرہ

انترہ ۔ تیل پریم ایمان کا لیلو ۔ پھر جلیکر وہ لپاسے ملیں

چلو چلو ری سکھی درشن کو چلیں وغیرہ

انترہ ۔ کر جو رکرت بینتی گل یہ تیری کرپا سے سب پھولیں پھلیں

چلو چلو ری سکھی درشن کو چلیں وغیرہ

بھجن

بن درشن نہیں چین

انترہ ۔ جب سے گئے ہو سرگ دھام کو ۔ تڑپت ہوں دن رین

بن درشن نہیں چین

انترہ ۔ دکھ کا بھنجن کوئی نہیں یہاں ۔ سات پتا نہ بھائی بہن

بن درشن نہیں چین

انترہ ۔ گل نے ریت جگت کی چھوڑی ۔ تم سے لگے ہیں نین

بن درشن نہیں چین

مختلف خبریں

مہاتما گاندھی گرفتار کر لئے گئے

کلکتہ ۴ مارچ ۔ آج رات کو ۱/۲ ۱۱ بجے مہاتما گاندھی اور کرن تنکر رائے سکرٹری بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی زیر دفعات ۱۴۷ و ۳۴ گرفتار کر لئے گئے۔ یہ گرفتاری بلوہ اور حملہ کرنے اور سرکاری ملازم کو اسکے فرائض کی ادائیگی سے روکنے کے الزامات میں کی گئی ہے۔ مہاتما گاندھی پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ان افعال کے ارتکاب کی ترغیب دی اور سکرٹری نے ان افعال کا ارتکاب کیا۔ مہاتما جی نے ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔

بعد کی خبر کہ مہاتما جی نے ضمانت پر رہا ہونا منظور کر لیا۔

جنرل نادر خاں اور بچہ سقہ کے درمیان نامہ و پیام

پشاور ۳ مارچ ۔ جنرل نادر خاں ابھی تک ذات الصدر میں مبتلا ہیں۔ اور ان کے ڈاکٹروں نے انہیں مشورہ دیا ہے کہ وہ کم از کم ۵ دن کے لئے مکمل طور پر آرام کریں۔ آج صبح دوپہر جب آپ نے فری پریس کے نمائیندے کو انٹرویو دیا تو آپ بہت کمزور اور بے چین نظر آتے تھے ۔ وہ ابھی تک اپنی تجاویز طے کر رہے ہیں۔ اور اسوقت تک کہ آپ پورے طور پر صحتیاب نہیں ہوتے قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ قریباً یقینی ہے کہ آپ مستقبل قریب میں جلال آباد جائینگے۔ اور شنواریوں کا ایک جرگہ بلائینگے تاکہ انہیں افغانستان میں موجودہ خانہ جنگی کو بند کرنے کا مشورہ دیں۔ اس کے بعد آپ بچہ سقہ کے ساتھ خط و کتابت کرینگے اور امیر کابل سے اپنا یہ خیال بتائینگے یعنی موجودہ جھگڑے کو ختم کرنے کی

کوشش کرینگے۔

جنرل صاحب نے کہا میں نے باوجود خراب صحت کے کسی خود غرضانہ مقصد کے لئے فرانس سے یہ سفر اختیار نہیں کیا۔ نہ مجھے اور نہ ہی میرے بھائیوں کو تخت کابل پر بیٹھنے کا ذرا بھی خیال ہے۔ پہلے ہی کافی تکلیف موجود ہے۔ اور میں اُس پر جو پیشتر آتی ہیں افغانوں کے خوبصورت ملک کو تباہ کر رہی ہے۔ تیل ڈالنے کے لئے نہیں آیا۔ میرا مشن صلح کا مشن ہے اور میں نے ایک دفعہ پھر افغانستان کو آزاد اور متحد بنانے کا عزم مصمم کیا ہوا ہے۔ خواہ اس میں میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے۔

میری رائے میں ہندوستان میں اور مسلمانوں کو جس بات کی بھاری ضرورت ہے وہ تعلیم، تنظیم اور اتحاد ہے۔

جنرل نادر خاں کی علی احمد جان کو اپنے ساتھ ملانے کی ناکام کوشش

پشاور ۸ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ جنرل نادر خاں نے سردار علی احمد جان کے ساتھ ایک کانفرنس کی ابھی تک قطعی طور پر معلوم نہیں ہوا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ جنرل نادر خاں علی احمد جان کو اپنی طرف کرنا چاہتا تھا۔ سردار علی احمد جان کھلے طور پر امان اللہ خاں کے حق میں ہے۔ اور اُسکی زبردست رائے ہے کہ افغانستان میں بادشاہ کا منتخب کیا جانا عمل بالکل نہیں ہے۔ اسکی یہ بھی رائے ہے کہ افغانستان ایک جمہوری حکومت کے ڈیموکریٹک اصولوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ سردار علی احمد جان کی رائے ہے کہ اس خیال کو وقعت دینے کا مطلب کم از کم افغانستان میں خانہ جنگی ہے۔

اکسٹھ (۶۱) من چاندی امیر امان اللہ خاں کے خزانہ عامرہ میں

ٹل یکم مارچ۔ آج جناب خانصاحب عبدالبصیر خاں وکیل التجارۃ مقیم پاراچنار کے ٹل آ کر وزنی ۶۱ من ۳ سیر چاندی قونصل جنرل صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ یہ چاندی شورش افغانستان کے شروع ہوتے ہی طلب کی گئی تھی جو کہ براہ گردیز کابل روانہ کی جانے والی تھی۔ لیکن بغاوت کی وجہ سے وکیل التجارۃ صاحب کے پاس امانت رہی

ملائے شور بازار کیوں ہندوستان آرہے ہیں

بیان کیا جاتا ہے کہ بچہ سقہ کی فوج کو چند قبائل کے ہاتھوں شکست کی وجہ سے ملائے شور بازار نے کابل سے نکلنا ہی مناسب سمجھا ہے۔ کیونکہ اب اُنکی جان کے لالے پڑ رہے ہیں۔

یقین کیا جاتا ہے کہ قندھار میں فوجی تیاریاں پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہیں۔ تاہم باقاعدہ حملہ ۲ یا ۳ شوال سے پہلے نہیں کیا جائیگا۔

شاہ امان اللہ خاں کی خودداری

انگورہ ماسکو اور ایران سے ترکی صحافات کو پیام مل رہے ہیں اور آج ہی رات کو باخبر سیاسی حلقوں میں مشہور ہوا ہے کہ حکومت روس نے امان اللہ خاں کو سرکاری طور سے مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی مگر اس خوددار اور دور اندیش بادشاہ نے اس سے قطعی انکار کر دیا اور کہا کہ اُنہیں روسی یا کسی اور اجنبی کی امداد نہ چاہئے۔ امان اللہ خاں بہت پر اُمید ہیں۔

شاہ امان اللہ کی فوجی تیاریاں

قندھار سے ایک خواندہ شخص بیان کرتا ہے کہ امان اللہ خاں نے مکمل تیاریاں کر لی ہیں اور قندھار کے اردگرد کے اضلاع اور ہرات کے لوگوں نے اُنکی متابعت قبول کر لی ہے اور تمام سرکردہ اشخاص نے امان اللہ کو جنگ میں حتی المقدور مسلح آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہرات اس سلسلہ میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ ہرات کے پانچ سرکردہ ملکوں نے پورے طور پر مسلح ۵ ہزار آدمی پیش کئے ہیں اور وعدہ کیا ہے کہ وہ دیگر لیڈران کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد کم از کم ۳۰ ہزار آدمی اور دینگے۔

کوئی لڑائی نہیں ہوئی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اسوقت تک امان اللہ خاں کی فوج اور بچہ سقہ کی فوج کے درمیان کابل سے بجانب قندھار ۲۰ میل کے فاصلہ پر میدان میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

سر فرانسس ہمفریز کابل سے آگئے

سر فرانسس ہمفریز برطانوی سفیر مقیم کابل کو وہاں سے بحفاظت لانے کے لئے جو ہوائی جہاز روانہ کیا گیا تھا وہ سوموار کو پشاور پہنچ گیا۔ تمام سفارت آگئی ہے

بدھ کو ۱۰½ بجے کے قریب لاہور پر ۸ ہوائی جہاز پرواز کرتے دیکھے گئے۔ یہ ہوائی جہاز مکانات کے بالکل نزدیک نظر آتے تھے۔ لوگ حیران ہو رہے تھے کہ یہ اتنے ہوائی جہاز کہاں سے آگئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ ہوائی جہاز وہی ہیں جو کابل سے ہندوستانیوں اور غیر ملکی سفارتوں کے آدمیوں کو پشاور لائے تھے اور اب دہلی جاتے ہوئے لاہور سے گذرے ہیں۔

جنرل نادر خاں نے اپنے آئندہ پروگرام کا فیصلہ کرنے کے لئے پشاور کے افغان لیڈروں کی ایک پرائیویٹ میٹنگ کی۔ اس کا نتیجہ اب تک معلوم نہیں ہوا۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ جنرل کو یہ رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ دشوار گزار علاقہ میں جانے کے متعلق اپنا پروگرام بدل دے۔ اور یہ کہ وہ اول قندھار جائے۔

قندھار کی اطلاع ہے کہ شاہ امان اللہ کے پاس ۳۵ ہزار جوان مرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ آپ کے پاس ۱۸ ہوائی جہاز ہرات کی طرف سے آگئے ہیں۔ شاہ امان اللہ خاں کے پاس فوج کی تنظیم کے لئے کافی روپیہ موجود ہے۔ آپ موسم کے ٹھیک ہو جانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر کابل پر دھاوا بول دیا جائیگا۔

ایک ملاقات کے دوران میں جنرل نادر خاں کے بھائی نے حلفاً کہا ہے کہ اگر ہمیں افغانستان کا تخت و تاج بھی پیش کیا گیا تو بھی ہم اُسے قبول نہ کرینگے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ افغانستان کا بادشاہ کون ہو۔ افغانوں کا کام ہے ہمارا کام صرف اس جلتی آگ پر پانی ڈالنا ہے۔

پشاور کی اطلاع ہے جنرل نادر خاں نے جلال آباد سے ہوتے ہوئے قندھار جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

بقیہ مراسلات

ایک واعظ کا پُرتاثیر خطبہ

(از قلم جناب کرم آلہی صاحب پنوں سیالکوٹ)

ناظرین اخبار کی ضیافتِ طبع کے لئے آج میں ایک خطبہ سپرد قرطاس کرتا ہوں جو سرآمد واعظین و زبدۃ المبلغین جناب پادری آر۔ ڈبلیو گنگس صاحب نے سیالکوٹ کے شہر کے گرجا میں ۲۰ جنوری ۱۹۲۹ء کو دیا تھا۔ آپ ایک ضروری کام کے لئے یہاں تشریف لائے اور دوران قیام میں آپ نے مسیحی تبلیغ اور بشارت کا شور مچا دیا۔ آپ کو مختلف مقامات پر وعظ کہنے کے لئے مدعو کیا گیا اور دو دن آپ نے شہری بشارتی کام میں ہاتھ بٹایا۔ تین سال ہوئے کہ آپ ولایت تشریف لے گئے تھے۔ اور اب بفضل خدا پھر ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ سیالکوٹ شہر میں آپ نے جو خدمات اس سے پیشتر انجام دی ہیں وہ کبھی دل سے محو نہیں ہو سکتیں شہر بھر میں آپکی منادی کا شہرہ مچ گیا ہے۔ تبلیغی کام میں آپ ایسے گرمجوش ہیں کہ اکیلے بازاروں میں منادی کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ مجھ پر آپ کی شخصیت اور حقیقی روحانیت کا جو اثر ہوا اور میں سچ کہونگا کہ آج ایسے واعظین اور مبلغین کا قحط ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ خدا آپ کو اپنی خدمت کے لئے اور زیادہ استعمال فرمائے۔ آمین۔ آپ کے خطبے کا ملخص ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام غور سے پڑھیں۔ تلاوت کلام اللہ مکاشفہ ۵ باب۔ عبرانیوں ۱:۱۔ ۱:۴ اور یوحنا ۶: ۲۷-۲۹ سے کرنے کے بعد آپنے فرمایا کہ یوحنا کی انجیل میں سے جو میں نے پڑھا ہے۔ اس میں ایک سوال ہے کہ "ہم کیا کریں تاکہ خدا کے کام انجام دیں"؟ (۶: ۲۸) یہ سوال ہر ایک آدمی کے دل میں پیدا ہوتا ہے ہم اب مذہب کے معنے بھی یہ سمجھ گئے ہیں کہ ہمیں کیا کیا کام کرنے چاہئیں بعض کے نزدیک چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ جھوٹ نہ بولنا دھوکا نہ دینا ہی مذہب ہے۔ اور یہودی مسیح کی بابت بھی یہی خیال۔ رکھتے تھے کہ مسیح ہمیں بتائیگا کہ کیا کام کرو۔ مگر مسیح نے انہیں کہا کہ "خدا کا کام یہ ہے کہ جسے اُس نے بھیجا ہے۔ اُس پر ایمان لاؤ" (آیت ۲۹) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کا صرف ایک ہی کام ہے اور لازم ہے کہ ہم اسی کام کو انجام دیں یعنی یہ کہ اس پر پورے طور سے ایمان لائیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوں ہم اس پر ایمان لائیں؟ جواب یہ ہے کہ اس لئے کہ خدا نے اسی پر مہر کی ہے۔ (آیت ۲۷) آپ سب کو معلوم ہے کہ ریل گاڑی پر سوار ہونے کے لئے ہمارے پاس ٹکٹ ہونا چاہئے۔ کل کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکا ہمارے پاس آگیا وہ نارووال سے گاڑی پر سوار ہوا تھا لیکن اُس کے پاس ٹکٹ نہ تھا یہاں آنے پر وہ پکڑا گیا اور ریل والوں نے اُسکی پگڑی اور چادر اُتار لیں کہ جب تک کرایہ ادا نہ کرے واپس نہ دی جائیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں یہاں ہندوستان آنے کے لئے امریکہ سے چلا تو میں نے محسوس کیا کہ کشتی پر چڑھنے سے پہلے اُس کمپنی کی مہر والا ٹکٹ ہو تا کہ میں اپنے اُس کمرے میں جا رہوں جو میرے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں اس مقام پر بھی مسیح کہتا ہے کہ ایک ہے جس پر خدا کی مہر ہے۔ اس کے بعد ضروری سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس "وہی مہر ہے۔ اور کیا ہمارے پاس وہی ٹکٹ ہے کہ ہماری ضرورت کے وقت میں ہمیں باہر نہ نکالا جائے اور قید میں نہ ڈالا جائے؟ آپ یاد رکھیں کہ آجکل بہت سے لوگ نقل ٹکٹ بیچتے پھرتے ہیں شیطان آج نقل ٹکٹ دے رہا ہے۔ اب نقل روحانیت نقل مسیحیت۔ نقل دعا۔ اور نقل روح کا بپتسمہ رائج ہو گئے ہیں لیکن آپ بتائیں کہ کیا آپ کے پاس اصل ٹکٹ ہو جو خدا نے دیا ہے یا نقل ٹکٹ جو شیطان نے دیا ہے مگر اس امر کے دریافت کرنے کے لئے کہ ہمیں اصلی یا نقل ٹکٹ کا کیونکر پتہ لگے۔ واجب ہو کہ ہر ایک اپنے دل کو آزمائے کہ آیا وہ ایمان رکھتا ہے یا نہیں؟

مکاشفہ کی کتاب میں ہم نے پڑھا "جو تخت پر بیٹھا تھا" (۵: ۱) جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ (مسیح) میلا اور وہ آپ کا منصف ہے اور اُس کے دہنے ہاتھ میں "ایک کتاب" تھی جسکی مہریں کوئی کھول نہ سکتا تھا۔ ایک زور آور فرشتہ آیا اور بلند آواز سے منادی کرنے کرنے لگا کہ کون اس کتاب کے کھولنے اور اُسکی مہریں توڑنے کے لائق ہے؟ (آیت ۲) یاد رہے کہ وہ فرشتہ کمزور نہیں تھا۔ وہ فرشتہ انسان نہیں تھا۔ لیکن تو بھی یہ دعوٰے نہیں کر سکتا کہ میں کھول سکتا ہوں۔ وہ پکارتا ہے کہ کون ہے جو اس کتاب کو خدا کے ہاتھ سے لے تاکہ انسانوں کے نام اس میں لکھے جائیں؟ لیکن افسوس ہے کہ ہم اسکو ایک معمولی بات سمجھتے ہیں کہ اُس کتاب میں ہمارا نام لکھا جائے۔ یہ فرشتہ پکارتا ہے لیکن کوئی بھی ایسا نہ نکلا جو کتاب کھول سکے اور اُسکی مہریں توڑ سکے۔ یوحنا یہ ماجرا دیکھکر "زار زار رونے لگا"۔ مگر "خدا کا ذبح کیا ہوا ایک برّہ" اس کام میں "غالب آیا" (۴، ۵، ۶ آیات) یعنی خداوند یسوع مسیح نے اس کتاب کو کھولا۔ اور اُن کی مہروں کو توڑ دیا۔ عبرانیوں کے خط میں ہم نے پڑھا کہ "خدا کا بیٹا ساری چیزوں کا وارث ٹھہرا۔ اُس کے وسیلے سے عالم پیدا کئے گئے۔" وہ خدا کے جلال کا پرتو اور اس کی ذات کا نقش ہے۔ "وہ فرشتوں سے بھی افضل نام رکھتا تھا۔" (آیات ۲، ۳، ۴) کیا ان صفات والا آدمی ایک چھوٹی ہستی ہے؟ خداوند یسوع مسیح خدا کا کلام مجسم "الوہیت کی ساری معموری" لیکر اس دنیا میں آیا۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح کس لئے آیا؟ جواب ہوگا۔ گناہوں کو دھونے کے لئے۔ مگر اب یہ سوال ہو کہ کیا مسیح نے آپ کے گناہ دھو دیئے؟ جواب ہوگا ہاں۔ لیکن کیا اب گناہ آپ سے نہیں ہوتے؟ آپ کہینگے ہوتے ہیں۔ اس باعث سے یہ کہنا پڑیگا کہ اس نے گناہ نہیں دھوئے۔ کیا وہ مسیح نے آپ کے گناہ دھوئے؟ واضح ہو کہ گناہ دھونے کے لئے کسی بڑی چیز کی ضرورت ہے۔ لیکن بُری بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو خود اچھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص گناہ کرے تو کمیٹیوں کے ذریعے سے اُس شخص کا گناہ ٹھیک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب خدا نے کہا کہ میں اسکا علاج کرتا ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم گناہ کا علاج کرینگے۔ ہم گناہ کے علاج کرنے کو ایک انسانی کام سمجھ گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم گناہ کی آفت کو پہچان نہیں سکتے۔ ورنہ ہم دعا کرتے

کر خدا ہمیں اس سے چھڑائے۔ دنیا گناہ کو ایک معمولی بات سمجھتی ہے مگر جب ہم خدا کی نظر سے دیکھیں گے تو ہم معلوم کرینگے کہ گناہ کے علاج کے واسطے خدا خود انتظام کرتا ہے۔ کسی کی زندگی میں گناہ کا علاج اُسوقت تک نہیں ہوگا جب تک مسیح خود علاج نہ کرے۔ ہم کتنی ہی دنیاوی تجاویز کریں۔ بشر یا پادری منادوں کے پاس جائیں اور اُسے ہیں گناہ کا علاج ہرگز نہ ہوگا جب تک ہم خداوند یسوع کے پاس نہ جائیں۔ اُس کا ہاتھ ہمارے دل کو نہ پکڑے اور ہم اُسے نہ دھوئے تب تک علاج ہونا محال ہے۔ دیکھو "یسوع" متی ۱:۲۱ کے مطابق گناہوں سے "نجات" دینے والا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کو کس حد تک اُسکی قدر کرنی چاہئے۔ واجب ہے کہ کلیسیا مسیح کو پکارے کہ مسیح آئے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کا علاج کرے اور ہم میں سے ہر ایک "بڑی نجات" پائے۔ ہم کیوں ایک دوسرے کی شکایت کریں اور اپنی طرف نہ دیکھیں۔ بجائے اُسے نہ پہچانیں اور کیوں دوسروں کے نقص نکالیں۔ بلکہ وہ مسیح خود کو دکھانے والا اور درست کرنے والا ہے۔ بھائیو! ہم بہت سخت غلطی رہتے ہیں۔ صرف ایک ہی نکلا جو اس کتاب کو کھولنے کے لائق تھا۔ اور شکر ہے کہ اُس نے کھولا بھی مگر یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم انسانی اور دنیاوی طریق سے اندازہ کرکے اُسے ایک معمولی ہستی سمجھتے ہیں (باقی آئندہ)

پنجاب میں فصل کپاس بابت سال ۱۹۲۸ء کا چوتھا تخمینہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۱۹۲۷ء سے پہلے پانچ سال کے اوسطاً پنجاب کے جس قدر رقبہ میں کپاس بوئی گئی۔ وہ برطانوی ہند کے کل رقبہ زیر کاشت کا قریباً ۱۴ فیصدی تھا۔

برطانوی اضلاع میں کل رقبہ زیر کاشت کپاس تخمیناً ۲۴۹۲۰۰۰ ایکڑ ہے (جس میں رسمی تخمینہ کے مطابق ۲۱۰۰ ایکڑ شامل ہیں) اسیرے تخمینہ کے رقبہ سے ۱۰۱۱۰۰ ایکڑ زیادہ ہے موجودہ رقبہ گذشتہ سال کے اصل رقبہ اور پانسالہ اوسط سالانہ اوسطوں سے بالترتیب بقدر ۳۵ فیصدی ۱۰ فیصدی اور ۳۲ فیصدی زیادہ ہے۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ کل رقبہ میں ۳۱۹۰۰ ایکڑ اراضی میں ولایتی اور ۹۶۰۰ ایکڑ اراضی میں امریکن کپاس بوئی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ریاستہائے ہند میں رقبہ زیر کاشت ۳۳۲۴۰۰ ایکڑ ہے جو تیسرے تخمینہ کے رقبہ سے ۱۰۵۰۰ ایکڑ کم ہے۔

برطانوی اضلاع میں کل پیداوار کا تخمینہ ۵۲۱۰۰۰ گٹھے ہے (دیسی کپاس ۲۲۴۳۳۴ گٹھے اور امریکن کپاس ۲۹۶۰۰۰ گٹھے) جو تیسرے تخمینہ کی پیداوار سے بقدر ۳۷۰۰۰ گٹھے زیادہ ہے۔ مجموعی پیداوار سال ماسبق سے ایک فیصدی زیادہ ہے اور اس حساب سے رقبہ زیر کاشت میں ۲۱ ۰ ۲ گٹھے صاف روئی کے پیدا ہوئے سال گذشتہ کی شرح فی ایکڑ ۶۲۸ ۰ گٹھے تھی۔

ہندوستانی ریاستوں سے اطلاعات مظہر ہیں کہ پیداوار ۴۹۰۰۰ لاکھ گٹھے یا سال گذشتہ سے بقدر ۸ فیصدی زیادہ ہو

بوئنگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں اور چار خاتون اس کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فیصدی غیر مسیحی بھی داخل ہوسکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جیز کشا اعلیٰ سے اعلیٰ تک اور کروکول ... ہو سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

جگجیت بروڈو انجینئرنگ کالج امرتسر

۱۳/۹

یہ کالج دس برس سے جاری ہے سینکڑوں پاس شدہ طلباء ہر ایک انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں گورنمنٹ کے بیسیوں حکام اور ہر محکمہ کے انجنیئروں نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرما کر طلباء کی ملازمت کیلئے نہایت عمدہ قرار دیا ہے۔ علاوہ سب اوورسیئر اوور سب انجنیئر کلاسز کے جن میں کئی سو زائد طلباء تعلیم پا رہے ہیں ۱۹۲۶ء سے ہم نے بجلی کی کلاسیں بھی کھول دی ہیں جنکے لئے انجنیئرنگ شعبہ میں ہزاروں روپے کی منگوائی گئی ہیں اور سٹی اینڈ گلڈز لنڈن کے امتحان فسٹ گریڈ کیلئے بھی طلباء کو تیار کیا جاتا ہے کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ طلباء کی فہرست اور حکام کے سرٹیفکیٹ ہو سکتا ہے جو پراسپیکٹس کے ساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں۔ پرنسپل

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔